کفار ومشرکین شیعہ غیر مقلدین مغرب زدہ مسلمان اور جاہل طبقہ کے اسلام پر اعتراضات وشبہات پر عقلی ونقلی جامع دلچسپ

جوابات

مسمیٰ بہ

اشرف الجواب

اردو عکسی مکمل

منتخب از خطبات

تالیف

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی قدس سرہ

اضافات

حضرت مولانا مفتی محمد ظفیر الدین صاحب مفتی دار العلوم دیوبند

باھتمام

وقار علی ابن مختار علی

ناشر

مکتبہ تھانوی دیوبند ضلع سہارنپور

اشرف الجواب

اردو عکسی مکمل

تصنیف	حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رح
اضافات	حضرت مولانا مفتی ظفیر الدین مفتی دار العلوم دیوبند
طابع	وقار علی ابن مختار علی
مطبع	تھانوی آفسیٹ پرنٹرس
ناشر	مکتبہ تھانوی دیوبند ضلع سہارنپور
کاتب	قمر الدین اعظمی
صفحات	۶۲۴
سن طباعت عکسی ایڈیشن	اپریل ۱۹۹۰ء

ناشر

مکتبہ تھانوی دیوبند یوپی

فہرست مضامین حصہ اوّل

مضامین	صفحہ
اسلام پر کیے گئے شبہات و اعتراض کے مدلل جوابات عقل و نقل کی روشنی میں	۵
حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہٗ	۶
کیا اسلام بزور شمشیر پھیلا ہے؟	۷
حضرت علی رضؓ کی زرہ کا واقعہ	
قاضی کا فیصلہ	۸
قاضی کے فیصلہ پر مسرت	۹
یہودی کا قبول اسلام	
اہل یورپ کا خیال اور اس کی تردید	۱۰
قانون اسلام	
ہرمزان کا واقعہ	
ہندوستان کی مثال	۱۱
مدینہ میں اسلام	
حبشہ میں اسلام	۱۲
جہاد کا منشا	
کیا خدا اس پر قادر نہیں کہ کافر کی مغفرت کردے۔	۱۳
اللہ تعالیٰ بغیر زبان کے کیسے کلام کرتا ہے	۱۵
شریعت میں کفر کی سزا دائمی عذاب جہنم کیوں ہے؟	
کیا مسلمان کعبہ کی پرستش کرتے ہیں؟	۱۷
کعبہ کی خصوصیت	۱۸
کعبہ پر تجلیات الٰہی	۱۹
حجر اسود کو بوسہ دینے کی وجہ	
حجر اسود کو بوسہ دینے کا راز	۲۰
غلامی کیا اسلام میں قابل اعتراض ہے؟	۲۱
مسئلہ غلامی کی اصل	
جیل رکھ کر راحت پہونچانا	۲۲
محمود غزنوی کا ایک واقعہ	۲۳
اسلامی تعزیرات اعتراض اور اسکا جواب	۲۴
شریعت کی قدر و قیمت	۲۵
کیا جنت و دوزخ کوئی چیز نہیں ہے؟	۲۶
مسلمان کیا رسول اللہ کو خدا تعالیٰ کے برابر سمجھتے ہیں؟	۲۷
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اشاعت اسلام سے مقصود کیا اپنی تعظیم ہے؟	۲۸
محبت رسول کا حال	۲۹
محبت کا اثر	
صحابہ کا عشق رسول	۳۰
آنحضرتؐ کا طریقۂ کار	۳۱

طاعون نہ ہوجائے۔ جس سے ان میں بھی قبول طاعون کا مادہ پیدا ہوجاتا ہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کیسی رحمت ہے کہ آپ نے بھاگنے سے، منع فرما دیا۔

(الجمعین بین النفعین صہ ۴۳)

(۸۷) منافقین کے نمازِ جنازہ میں حضرت عمرؓ کی رائے کے افضل ہونیکا شبہ اور اس کا جواب!

اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی رائے تھی۔ وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا فیض تھا کیونکہ کفار و منافقین پر غیظ اور ان سے نفرت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ہی کی برکت سے نصیب ہوئی۔ ورنہ آپ کی صحبت سے پہلے تو وہ خود ہی خالی تھے اور قتل رسول کا منصوبہ باندھ کر آئے تھے۔ حضورؐ پر ایمان لانے کے بعد حق تعالیٰ نے ان کو کفار و منافقین سے نفرت اور غیظ عطا فرمایا۔ مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ صرف عمر ہی تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم رسول بھی تھے اور عمر بھی تھے۔ بلکہ یوں کہو کہ آپ آدم علیہ السلام بھی تھے۔ نوح علیہ السلام بھی تھے۔ ابراہیم علیہ السلام بھی تھے۔ موسیٰ علیہ السلام بھی تھے۔ عیسیٰ علیہ السلام بھی تھے۔

حسن یوسف دمِ عیسیٰ ید بیضا داری　　　آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

حضورؐ کی شان

حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں تمام شانیں جمع تھیں غیظ و غضب علی الکفار بھی آپؐ کے اندر تھا اور رحمت و رأفت بھی اعلیٰ درجہ کی آپ میں تھی مگر آپ میں غلبہ رحمت ہی کو تھا۔ اس لئے جب کوئی بہانہ بھی رحمت کا ملتا تھا آپ رحمت ہی کا برتاؤ کرتے تھے جب رحمت کا کوئی بہانہ نہ ہوتا اس وقت غضب[1] فرماتے تھے۔ عبداللہ بن ابیؓ گو منافق تھا مگر کھلم کھلا کافر نہ تھا۔ اور منافقوں کے احکام کفار معلنین کے احکام سے جدا تھے ان کے ساتھ احکام حیات میں وہی برتاؤ

[1] غصہ

ہوتا تھا جو مسلمانوں کے ساتھ کیا جاتا تھا اور موت کے احکام ہنوز نازل نہیں ہوئے تھے۔ اس لئے بوجہ غلبت رحمت کے آپ نے احکام حیات پر قیاس کر کے اس کے ساتھ اموات مسلمین جیسا برتاؤ کیا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بوجہ غلبہ غیظ و شدت کے احکام حیات کو ضرورت و مصلحت پر مبنی سمجھ کر احکام ممات میں منافقین کو کفار معلنین پر قیاس کیا اور یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا فیض تھا اور یہ قیاس بھی آپ سے مخفی نہ تھا۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غلبۂ رحمت کی وجہ سے پہلے قیاس کو ترجیح دی کیونکہ جب تک آپ کو موقع ملتا تھا۔ آپ رحمت ہی کے پہلو کو اختیار فرماتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شان ہم مسلمانوں کے لئے بہت کچھ موجب تسلی ہے کیونکہ ؎

دوستاں را کجا کنی محروم　　　تو کہ با دشمناں نظر داری۔

اور ؎

چہ غم دیوارِ امت را کہ باشد چوں تو پشتیبان
چہ باک از موج بحران را کہ دارد نوح کشتی بان

اب میں اس مقام پر ایک سوال علماء سے ظاہر کرتا ہوں وہ یہ کہ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ[1] سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تخییر کس طرح سمجھی۔ یہ تردید تو تسویہ کے لئے ہے کہ ان کے واسطے استغفار کرنا اور نہ کرنا برابر ہے ان کو دعاء سے استغفار سے کوئی نفع نہ ہوگا۔ چنانچہ اہل عربیت پر یہ بات مخفی نہیں۔ اسی طرح اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً[2] میں عدد کا ذکر تحدید کے لئے تھوڑا ہی ہے۔ اگر ستّر دفعہ استغفار کروگے تو مغفرت نہ ہوگی۔ اس سے زیادہ کروگے تو ہوجائے گی۔ بلکہ یہاں عدد کا ذکر ایسا ہے جیسا محاورہ میں کہا جاتا ہے کہ سو دفعہ بھی کہے گا جب بھی نہ مانوں گا۔ ہزار دفعہ کہے گا جب بھی کچھ نہ ہوگا۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ ہزار دفعہ سے زیادہ کہا جائے تو مان لیں گے بلکہ یہ مطلب ہوتا ہے کہ یہ بات ہرگز نہ مانی جائے گی اور عدد کا ذکر صرف بیان کثرت کے لئے ہوتا ہے نہ تحدید کے لئے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خیرت فاخترت و سازید علی

[1] تم ان کے لئے مغفرت چاہو یا نہ چاہو۔
[2] اگرچہ آپ ان کے لئے ستّر مرتبہ مغفرت چاہیں۔